

پر ایک مزید رقم ہے 'منافع' کہا جاتا ہے ادا کردی جاتی ہے۔ اسے ہمارے فقہانے حرام قرار دیا ہے۔ جس کی دو واضح دو چھات ہیں۔ اولاً: ان شور نس کمپنی جو رقم بھی لیتی ہے اسے عموماً سودی کار و بار بھی میں لگایا جاتا ہے جس سے وہ کمپنی دوسروں کی رقم پر اپنے قصر تعمیر کرتی رہتی ہے اور یہ استھصال کی واضح شکل ہے۔ ثانیاً: زندگی اور موت ہر شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی پروردش کا ذمہ لیا ہے اور ایک اہل ایمان کو یہ بات سمجھادی ہے کہ وہ غیر متوقع حالات کے لیے اپنی رقم کا ایک حصہ حفظ رکھتا کہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بجائے وہ خود اپنے مسائل کا حل کر سکے۔ ایک معروف صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں میں اپنی تمام دولت اللہ کی راہ میں قربان کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم حماری اولاد ہے اور جب انہوں نے بتایا کہ ہاں میں صاحب اولاد ہوں تو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی اولاد کو ایسے حال میں نہ چھوڑیں کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور انفاق ایک اہم عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ توازن برقرار رکھتے ہوئے اولاد کے لیے اتنی رقم بچا رکھنا کہ وہ بعد میں کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے، بھی اللہ کے رسولؐ کی سنت ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر متوقع یا متوقع حالات کے لیے ایک حصہ الگ کرنا خود مسلمان کی منصوبہ بندی میں شامل ہونا چاہیے۔ فرض کر لیا جائے کہ ایک شخص نہ خود اتنا کماتا ہے کہ اپنی تمام ضروریات پوری کر سکے اور نہ اس قابل ہے کہ پس انداز کر کے اپنے یہچہ اپنی اولاد کے لیے کچھ چھوڑ کر جائے تو اس کا کیا حل کیا جائے گا؟ اسلام نے اپنے فقہی نظام میں جہاں وراہت کے اصول متعین کر دیے ہیں وہیں کفالت کے حوالے سے بھی یہ کوشش کی ہے کہ خاندان کے اندر رہتے ہوئے ضرورت مند حضرات کی ذمہ داری اٹھائی جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ ریاست پر بھی یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ وہ صدقات، اوقاف اور زکوٰۃ کی رقم سے ایسے افراد کی امداد اس حد تک کرے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ مثلاً ایک شخص کا تمام سامان تجارت نذر آتش ہو گیا، سیلا ب یا زلزلے سے تباہ ہو گیا تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اتنا معاوضہ دے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔

انشورنس کپسیاں جس شرح سے پالیسی لینے والوں کو منافع دیتی ہیں اگر اس کا مقابلہ ان کے مجموعی 'منافع' سے کیا جائے تو ان کا بظاہر عمل خیر، ایک کھلا استھصال نظر آئے گا۔

لائف انشورنس اور عمومی انشورنس کے ناجائز ہونے پر بڑی حد تک ہمارے فقہا کا اجماع ہے۔ رہایہ سوال کہ پھر تبادل طور پر کیا کیا جائے تو اگر غور کیا جائے تو ہر معاشرے میں ایسے باہمی امداد کے ادارے corporatives قائم کیے جاسکتے ہیں جو بغیر کسی سودی کاروبار کے اپنے ممبران کے لیے مشکلات اور حادثات میں امداد فراہم کرنے کے لیے مختلف پراجیکٹ بناسکتے ہیں اور اس طرح اس مسئلہ کا اسلامی حل نکالا جاسکتا ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

پیشگوئی تحوہ پر سروس چار جز

س: بینک افران اور دیگر بینک ملازمین کے لیے پیشگوئی تحوہ اسکیم کا اجر اکیا گیا ہے۔ اس کے تحت مطلوب رقم پر تقریباً نی صدر سروس چار جز کاٹے جاتے ہیں اور آسان اقساط میں رقم واپس کرنا ہوتی ہے۔ ایک ملازم پیشہ فرد کے لیے اس میں بہت سہولت ہے۔ قرض لے کر مکان کی تعمیر جیسی ناگزیر ضرورت پوری ہونے کی سبیل نکل سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اسے اسلام کے مطابق قرار دیا ہے اور اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سودی اسکیم ہے، تاہم حالت اضطرار کے تحت ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہماری مشکلات اور حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے رہنمائی فرمائیے کہ کیا میں اس اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟ میں اپنی آخرت بر باد کر کے دنیا نہیں بنانا چاہتا۔

ج: آپ نے ایڈولنس تحوہ لینے پر سروس چار جز کے بارے میں جو سوال اٹھایا ہے وہ ایک اہم عملی مشکل کی نشان دہی کرتا ہے۔ ہم جس ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام میں زندگی گزار رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ مظلوم طبقہ غالباً ملازمت پیشہ افراد ہیں جو اپنی محدود آمدنی اور بڑھتے ہوئے اخراجات کی بنا پر بعض بنیادی ضروریات زندگی کے حصول سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ مکان ایسی

ہی ایک بنیادی ضرورت ہے اور ایک جدید اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے لیکن چونکہ ہمارے ہاں ۵۸ سال گزرنے پر بھی وہ اسلامی ریاست جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا قائم نہیں کی جاسکی، اس لیے آپ کو اور بہت سے دیگر شہریوں کو سخت عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

سروں چار جز کی اصطلاح سے اگر مراد یہ ہے کہ آپ نے ایک کارکرائے پر لی اور ایک دن کے استعمال کرنے کے عوض آپ نے اس کے مالک کو ۸۰۰ روپے ادا کر دیے تو یہ ایک جائز عمل کہلائے گا۔ لیکن اگر آپ ایک بnk سے رقم قرض لیں اور واپسی کی ہر قطع پر یہ فی صدر سروں چار جز دیں تو نام بدل دینے کے باوجود یہ سود کی تعریف میں آئے گا کیونکہ کوئی بھی معین رقم جو اصل سے زائد وصول کی جائے سود یا ربا قرار دی جائے گی۔

حال اضطرار میں ایک حرام چیز سے وقی طور پر استفادے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چیز حلال ہو گئی بلکہ یہ اجازت صرف اس بنا پر ہے کہ ایک حرام کام کا کیا جانا جان کے ضائع ہونے سے کم درج رکھتا ہے اس لیے جان کو بچانے کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ایسا کرنے میں نہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بغاوت و سرکشی مقصود ہو اور نہ ایسے عمل کو معمول بنایا جائے۔

اگر آپ زمین کے مالک ہیں تو آپ اس زمین کی بنیاد پر بnk سے ایک معابدہ کریں جس میں وہ مطلوبہ رقم بطور سرمایہ کاری مکان کی تغیری میں لگائے اور بازار میں اس قسم کے مکان کا جو کرایہ رائج ہو وہ آپ اسے ہر ماہ ادا کریں یہاں تک کہ بnk نے جو سرمایہ لگایا ہے وہ اسے واپس مل جائے۔ آپ نے بالکل صحیح بات تحریر کی ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنی سہولت کے لیے ایک ناجائز ذریعے سے مکان بنالیتا اور آخرت کو خراب کر دینا ایک بہت خسارے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حدود کی حفاظت کرنے اور اللہ کے لیے ہر آزمائش استقامت سے گزارنے کی توفیق